3

یہ زمانہ ہماری جماعت کے لیے خاص قربانیوں کا زمانہ ہے

(فرمودہ 16 جنوری 1948ء بمقام رتن باغ لاہور)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

" گزشتہ سفر میں شاید ہوا لگ جانے کی وجہ سے میری طبیعت کل سے زیادہ خراب ہے۔ اِسی لیے کل مَیں نمازوں میں بھی نہ آسکا۔ آج صبح طبیعت اچھی تھی لیکن اِس وقت پھر حرارت کی وجہ سے تکلیف ہو رہی ہے۔ اِس لیے آج مَیں جمعہ اور عصر کی نمازیں بھی جمع کر کے پڑھاؤں گا اور خطبہ بھی طبعاً مختصر ہی دے سکتا ہوں۔

دنیا میں ایک قانونِ قدرت ہے جو اُس کے ہر شعبہ میں کام کرتا ہوا ہمیں نظر آتا ہے۔ وہ قانونِ قدرت یہ ہے کہ ہر چیز کے متعلق ایک زمانہ اُس کے بونے کا ہوتا ہے اور ایک زمانہ اُس کے کاٹنے کا ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا قانونِ قدرت ہے جو دنیا کی ہر چیز میں ہمیں کارفرما نظر آتا ہے۔ درخت ہیں تو اُن کے لیے بھی سال میں ایک زمانہ بونے کا ہوتا ہے تو دوسرا کاٹنے کا۔ فصلیں ہیں تو اُن کے لیے بھی سال میں ایک بونے کا زمانہ آتا ہے اور دوسرا کاٹنے کا۔ اِسی طرح انسانوں کی حالت ہے۔

انسان بھی اسی طرح بویا جاتا اور کاٹا جاتا ہے۔ ایک زمانہ تو انسان پر ایسا آتا ہے کہ وہ اپنے اندر نسل پیدا کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ مگر پھر ایک زمانہ اُس پر ایسا بھی آتا ہے کہ یہ قابلیت اُس کے اندر سے مفقود ہو جاتی ہے اور اُس وقت وہ اپنی پہلی پیدا شدہ نسل سے ہی فائدہ اُٹھا رہا ہوتا ہے یا نقصانات برداشت کر رہا ہوتا ہے۔ یعنی ایک نسل جو اُس نے بوئی تھی اُس کی نیک یا بد تربیت کرنے کی وجہ سے اُسے اجر یا سزا مل رہی ہوتی ہے۔ اگر اُس نے اپنی نسل کی تربیت اچھی کی ہوئی ہو تو اُسے نیک پھل ملتا ہے اور اگر تربیت اچھی نہ کی ہوئی ہو تو وہ اُس کا خمیازہ بھگتتا ہے۔ اِسی طرح قوموں کی بھی حالت ہوتی ہے۔ اُن کے لیے بھی ایک زمانہ بونے کا اور ایک زمانہ کاٹنے کا مقدر ہوتا ہے۔ قوموں کے بونے کا زمانہ تو وہ ہوتا ہے جب قومیں اپنی بقا کے لیے قربانیاں کرتی ہیں اور کاٹنے کا زمانہ وہ ہوتا ہے جب وہ اپنی قربانیوں سے فائدہ اُٹھا رہی ہوتی ہیں۔ انبیاء کی جماعتوں کا ابتدائی زمانہ بونے کا ہوتا ہے اور آخری زمانہ کاٹنے کا ہوتا ہے یعنی انبیاء کی جماعتوں کا ابتدائی زمانہ جماعت کے افراد سے انفرادی اور اجتماعی قربانیوں کا متقاضی ہوتا ہے مگر اس قربانیوں کے زمانہ میں بھی الگ الگ دَور ہوتے ہیں۔ کوئی دَور تو ایسا آجاتا ہے کہ وہ قربانیوں کی انتہا چاہتا ہے اور کوئی دَور ایسا آجاتا ہے کہ قربانیوں کی گو ضرورت تو ہوتی ہے مگر کم۔ گویا یہ قربانیوں کے زمانے لہروں کی طرح آتے ہیں۔ کبھی یہ لہریں اونچی اُٹھنے لگتی ہیں اور کبھی نیچی ہو جاتی ہیں۔ ہماری جماعت کے لیے بھی یہ زمانہ دوسروں کی نسبت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور بہت زیادہ محنت اور توجہ کے ساتھ بونے کا زمانہ ہے۔ اِس لیے یہ زمانہ ہم سے زیادہ سے زیادہ قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ کیا اس لحاظ سے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہونے کی وجہ سے ابتدائی زمانہ میں سے گزر رہے ہیں اور کیا اِس لحاظ سے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اِس ابتدائی زمانہ کو لمبا کرتا چلا جا رہا ہے۔

مصلح موعود کی پیشگوئی کے معنی ہی یہ تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کو لمبا کر دیا جائے۔ گو اِس زمانہ کے لمبا ہونے کی وجہ سے ہمیں بہت زیادہ قربانیاں پیش کرنے کی ضرورت ہوگی۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ثواب بھی ہمیشہ اُنہی زمانوں کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے ابتدائی زمانوں میں قربانیاں کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ثواب کا مستحق بنا دیتا ہے۔ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ زمانہ بالکل اُسی طرح لمبا کر دیا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے لیے کیا تھا۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کو یوشعؑ نبی تک لمبا کر دیا تھا۔ اِسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ مصلح موعود کی پیشگوئی کرا کر یہ بتا دیا کہ یہ زمانہ مصلح موعود کے زمانہ تک لمبا ہو جائے گا۔ پس یہ زمانہ ہماری جماعت کے لیے خاص قربانیوں کا زمانہ ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے ہمارے زمانہ میں قربانیوں کے لحاظ سے لہریں پیدا ہو رہی ہیں اور موجودہ لہر تو بہت زیادہ بلندی تک چلی گئی ہے اور ہماری جماعت کو ایسے ابتلاء اور ایسی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا ہے جن کی مثال ہماری گزشتہ ساٹھ سالہ تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ بے شک پہلے بھی ہماری جماعت پر ابتلاء آتے رہے مگر وہ ابتلاء محدود ہوتے تھے مگر موجودہ ابتلاء ایسا ہے جس میں جماعت کو علاوہ دیگر نقصانات کے ایک بڑا بھاری نقصان یہ بھی پہنچا ہے کہ جماعت کا بیشتر حصہ مرکزی مقام سے کٹا ہوا ہے۔ پس یہ زمانہ ہم سے زیادہ سے زیادہ قربانیاں چاہتا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ زمانہ ہماری انفرادی اور قومی اصلاح کا بھی تقاضا کر رہا ہے کیونکہ ہر قسم کی اقتصادی مشکلات کا ایک سیلاب ہے جو ہم پر اُمڈا چلا آ رہا ہے۔ ہم اپنے مرکز سے دُور ہو چکے ہیں۔ نہ ہمارے پاس دفاتر بنانے کے لیے کوئی جگہ ہے اور نہ اپنے کارکنوں کے ٹھہرانے کے لیے کوئی جگہ ہے۔ نہ ہمارے پاس کوئی ایسی جگہ ہے جہاں ہم سارے اداروں کو اکٹھا رکھ سکیں اور نہ ہی کوئی ایسی جگہ ہمارے پاس موجود ہے جہاں ہم باہر کی جماعتوں کو بار بار بُلا کر ٹھہرا سکیں۔ پھر ہماری جماعت کا معتد بہ حصہ تہی دست ہو چکا ہے اور اِسی لیے ہمارے چندوں میں بھی کمی واقع ہوگئی ہے۔ گویا اِس وقت ہماری مشینری کی کوئی کل بھی ٹھیک نہیں رہی اور کوئی پُرزہ بھی اپنی چُول میں ٹھیک نہیں بیٹھتا۔ ہر کل اور ہر چُول ڈھیلی ہو چکی ہے اور ہر سامان بگڑا ہوا ہے۔ اِس وقت دنیا کی کوئی اَور جماعت ہوتی تو اُسے بہت زیادہ پریشانی لاحق ہوتی مگر ہماری جماعت کے لیے یہ وقت پریشانی کے خیالات کو لے کر بیٹھ جانے کا نہیں بلکہ قربانیوں کے مظاہرے کا وقت ہے۔ اِس وقت جماعت کا کچھ حصہ تو ایسا ہے جو اپنی قربانیوں میں اضافہ کر کے یہ ثابت کر رہا ہے کہ اُس کا قدم آگے کی طرف اُٹھ رہا ہے مگر کچھ حصہ یہ بھی ثابت کر رہا ہے کہ اُس نے اِس عظیم الشان تغیر کو ایک کھیل سے زیادہ وقعت نہیں دی۔ یا تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس حصہ کے اندر احساس کی کمی ہے اور یا یہ سمجھا جائے گا کہ اُس کے اندر ایمان کی کمی ہے اور عقل کے ہوتے ہوئے بھی اُس نے غور نہیں کیا کہ یہ تغیر ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اِس حصہ کو چھوڑ کر باقی جماعت اخلاص اور قربانی کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کر رہی ہے اور ہر شہر اور

ہر قصبہ میں اخلاص دکھانے والے موجود ہیں۔ اِسی طرح ایشیا، یورپ اور امریکہ اور انڈونیشیا کی جماعتیں بھی قربانی کا شاندار مظاہرہ کر رہی ہیں اور یہ اخلاص کا نمونہ دکھانے والے ہمارے لیے اِس خوشخبری کا پیش خیمہ ہیں کہ آہستہ آہستہ جماعت ایک ایسے مقام پر جا پہنچے گی جس پر پہنچنا خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اس کے لیے مقدر ہو چکا ہے۔ بہر حال جماعت کو قربانیوں کی طرف اور اُس کے فرائض کی طرف توجہ دلانا اور اُس کو اُبھارنا میرا اور جماعت کے ہر کارکن کا فرض ہے۔

گزشتہ ایام میں مَیں نے تحریک جدید کے چودھویں سال کا اعلان کیا تھا مگر اُس کے متعلق بار بار دفتر کی طرف سے مجھے یہ رپورٹ ملی ہے کہ اِس سال گزشتہ سال کی نسبت وعدوں میں بہت زیادہ کمی ہے۔ اِس کی ایک وجہ تو ظاہر ہے کہ جماعت میں سے چالیس فیصدی لوگ غریب ہو چکے ہیں۔ اُن کی جائیدادیں جاتی رہیں۔ اُن کی تجارتیں تباہ ہوگئیں اور اُن کے املاک و اسباب چِھن گئے اور وہ اِس وقت کنگالی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور اگر وہ تھوڑا بہت کماتے بھی ہیں تو بڑی مشکل سے وہ اپنے لیے بستر یا کپڑے یا خورونوش کا انتظام کرتے ہیں۔ لیکن جہاں کمی کی یہ وجہ موجود ہے وہاں ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ جماعت کا ساٹھ فیصدی حصہ ایسا ہے جس پر کوئی مصیبت نہیں آئی اور خدا تعالیٰ نے اُنہیں تباہی اور بربادی سے بچا لیا ہے۔ اگر یہ ساٹھ فیصدی تباہی سے بچ جانے والا حصہ اِس نکتہ کو سمجھتا اور وہ اپنے تباہ شدہ چالیس فیصدی بھائیوں کا بوجھ اُٹھا لیتا تو اِس کمی کو دور کیا جا سکتا تھا اور وہ حصہ سلسلہ کے لیے مفید ثابت ہو سکتا تھا۔ مگر نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس ساٹھ فیصدی حصہ نے جو تباہی سے سو فیصدی بچا رہا اپنے فرائض کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ پھر تحریک جدید کے چودھویں سال میں وعدے پیش کرنے والوں میں اُن لوگوں کے وعدے بھی شامل ہیں جن کی ساری جائیدادیں تباہ ہو چکی ہیں۔ اُنہوں نے یہ وعدے اس لیے پیش نہیں کیے کہ اُن کے پاس اِن وعدوں کے پورا کرنے کے سامان موجود ہیں بلکہ اُنہوں نے میرے کہنے پر اپنے وعدے پیش کر دیئے ہیں۔ اِس اُمید پر کہ شاید خدا تعالیٰ اُنہیں وعدوں کے پورا کرنے کی توفیق دے دے۔ اور یہ تو خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان لوگوں کی حالت اِس سال درست ہوگی یا اگلے سال یا چند سالوں میں جا کر ہوگی۔ بہر حال چودھویں سال کے وعدوں میں سے ایسے لوگوں کے وعدے جو شاید بیس یا پچیس فیصدی ہوں گے کم کر دینے پڑیں گے۔ اِس لیے کہ شاید وہ لوگ اپنے وعدوں کو پورا نہ کر سکیں۔ اگر ان وعدوں کو بھی

کم کر دیا جائے تو باقی وعدوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جاتی ہے۔ پس مَیں جماعت کے اُن دوستوں کو جن پر وہ آفت نہیں آئی جو مشرقی پنجاب کے احمدیوں پر آئی تھی اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ جلد سے جلد اپنے وعدے بھجوائیں اور زیادہ سے زیادہ بھجوائیں اور جلد سے جلد اُنہیں پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اِس کے ساتھ ہی پچھلے سال کے وعدوں میں سے جو ایک لاکھ کے وعدے ابھی تک وصول ہونے باقی ہیں۔ اُن کو بھی پورا کریں۔ تحریک جدید کے وعدوں کی کمی کے ساتھ ہی صدر انجمن احمدیہ کے چندوں میں بھی کمی واقع ہو رہی ہے۔ یہ صورت حال نہایت خطرناک ہے۔ کیونکہ سلسلہ گزشتہ مہینوں میں دو تین لاکھ کا مقروض ہو چکا ہے۔ اگر جماعت نے اپنے فرائض کو نہ پہچانا اور اِس کمی کو پورا کرنے کی طرف توجہ نہ کی تو دو چار مہینوں کے اندر سلسلہ کے دیوالیہ ہو جانے کا خطرہ نظر آ رہا ہے۔ یہ تو مجھے یقین ہے اور میری قریباً ساٹھ سالہ عمر کا تجربہ بتا رہا ہے کہ سلسلہ کبھی دیوالیہ نہیں ہوگا۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ قربانیوں اور چندوں میں سستی دکھانے والے دیوالیہ نہ ہو جائیں۔

ایک لمبا تجربہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ ایک لمبا زمانہ ہماری جماعت کی مخالفت میں مولویوں نے بھی زور لگایا اور حکومت نے بھی، عیسائیوں نے بھی زور لگایا اور آریوں نے بھی۔ ہندوؤں نے بھی زور لگایا اور سکھوں نے بھی۔ اور یکے بعد دیگرے مخالفت کے بیسیوں طوفان آئے۔ سینکڑوں گھٹائیں اُٹھیں۔ مگر عین اُس وقت جب کہ جماعت کو کوئی راستہ کامیابی کا نظر نہ آتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ ہی مجھے اور جماعت کو کامیاب بنایا اور مخالفین کو نیچا دکھایا اور مخالفت کے وہ خوفناک بادل جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ کبھی دُور نہیں ہوں گے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ ہی آپ چھٹ جاتے رہے۔ پس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مایوس نہیں ہوں۔ اور اِس وقت بھی صرف یہی ایک راستہ مجھے نظر آ رہا ہے کہ وہ خدا جو ہمیشہ میرا اور ہماری جماعت کا ساتھ دیتا رہا وہ اب بھی اپنی ساری قوتوں کے ساتھ موجود ہے اور اُس کی سنت ہمیں بتاتی ہے بلکہ ہمیں یقین دلاتی ہے کہ اب بھی وہ ہماری مدد کرے گا۔ پس خدائی سنت کے ماتحت تو ہمیں کامیابی کا پورا پورا یقین ہے مگر اپنے مادی اسباب کے ذریعہ ہمیں کامیابی کی کوئی امید نہیں۔ کیونکہ مادی اسباب کو مہیا کرنے کا کام جماعت کے کندھوں پر ہے اور جماعت نے اُس حد تک اپنے فرض کو نہیں پہچانا جس حد تک پہچاننا چاہیے تھا۔ اِس لیے مَیں ڈر رہا ہوں کہ جماعت کے وہ لوگ جو اِس عظیم الشان تغیر سے سبق حاصل نہ کرتے ہوئے سُستیوں کو نہیں

چھوڑتے وہ کہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے موردنہ بن جائیں۔

میری مثال اِس وقت اُس عورت کی سی ہے جس کی ایک لڑکی کمہاروں کے ہاں بیاہی ہوئی تھی اور دوسری مالیوں کے ہاں۔ جب کبھی بادل اُسے آسمان پر نظر آتے تھے تو وہ عورت گھبراہٹ کی حالت میں اِدھر اُدھر پھرتی اور کہتی کہ میری دونوں بیٹیوں میں سے ایک کی خیر نہیں۔ یعنی اگر بادل برس گیا تو وہ لڑکی جو کمہاروں کے ہاں بیاہی ہوئی ہے اُس کے مٹی کے برتنوں کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ اور اگر بادل نہ برسا تو وہ لڑکی جو مالیوں کے ہاں بیاہی ہوئی ہے اس کے باغ کے پودوں اور سبزیوں کے خشک ہوجانے کا خطرہ ہے۔ مَیں بھی جب اِن حالات پر غور کرتا ہوں تو میری حالت بالکل اُس عورت کی سی ہوجاتی ہے۔ کیونکہ جب مَیں سوچتا ہوں کہ سلسلہ کو اِس وقت فلاں فلاں مشکلات کا سامنا ہے تو میرا دل سلسلہ کی وجہ سے گھبرا اُٹھتا ہے مگر جب مَیں گزشتہ لمبے تجربہ کی بناء پر خدا تعالیٰ کی سنت اور اُس کے سلوک کو دیکھتا ہوں تو مجھے اِن سُستی دکھانے والے لوگوں کے انجام کی وجہ سے گھبراہٹ ہوتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ سلسلہ کو اِن تمام مصائب اور ابتلاؤں سے نکال لے گا تو اِن سُستی دکھانے والوں کو مصائب میں ڈال دے گا۔ پس کبھی ایک صدمہ میرے دل پر طاری ہوجاتا ہے اور کبھی دوسرا۔ کیونکہ قدرتی طور پر مجھے اُن لوگوں سے جنہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ میں شمولیت اختیار کی ہے محبت اور اُنس ہے۔ یوں تو سلسلہ پر میرا کوئی عزیز سے عزیز بھی قربان ہوجائے تو مجھے ہرگز پروا نہ ہوگی۔ مگر ایک شخص کے میرے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہونے کی وجہ سے مجھے جو محبت اور پیار اُس کے ساتھ ہوتا ہے اُس سے مَیں مجبور ہوں کہ مَیں اُسے توجہ دلاؤں کہ وہ اپنے حالات کو درست کرے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی گرفت سے بچالے۔ اور ساتھ ہی وہ مایوس بھی نہ ہو کہ جماعت کا اب کیا بنے گا۔ بلکہ وہ سمجھ لے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے گزشتہ ساٹھ سالوں میں جماعت کو مخالفتوں کے باوجود بڑھایا ہے اُسی طرح اب بھی وہ بڑھائے گا۔ بلکہ یہ تو ممکن ہے کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے نکل آئے مگر یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا سلسلہ درہم برہم ہوجائے۔ خدا تعالیٰ کی باتیں ضرور پوری ہوکر رہیں گی۔ اور اِس طرح پوری ہوں گی کہ دشمن حیرت کے ساتھ کہے گا کہ یہ بھی کوئی ابتلاء تھا جو اِس جماعت پر آیا۔ ایسے معمولی ابتلاؤں میں سے تو لوگ بچ کر نکلا ہی کرتے ہیں''۔

(الفضل 12 فروری 1948ء)